حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

[’سیر وسوانح‘ کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے منتخب ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

۲۶ھ میں گورنر کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور والی بیت المال حضرت عبداللہ بن مسعود میں سخت جھگڑا ہوا۔ حضرت سعد نے بیت المال سے قرض لے رکھا تھا جو مقررہ مدت میں واپس نہ کر سکے۔ سیدنا عمر کو پتا چلا تو حضرت سعد کو معزول کر دیا۔ ۲۹ھ میں خلیفہ سوم سیدنا عثمان نے منیٰ میں ظہر کی نماز قصر کرنے کے بجائے پوری چار رکعتیں پڑھا دیں تو حضرت علی، حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے ان پر سخت تنقید کی۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان نے عبداللہ کو ان کے منصب سے ہٹایا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور ابن مسعود سے کہا، یہیں ٹھہریں اور نہ جائیں۔ اگر کوئی ناپسندیدہ بات ہوئی تو ہم آپ کا دفاع کریں گے۔ عبداللہ نے جواب دیا، اطاعت مجھ پر لازم ہے۔ دو رفتن آنے والا ہے، میں نہیں چاہتا کہ اس کا افتتاح کرنے والا بن جاؤں۔ ایک حج کے موقع پر سیدنا عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود سے منیٰ میں ملے اور انھیں الگ لے جا کر کسی کنواری دوشیزہ سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا۔ انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا، مجھے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ (بخاری، رقم ۵۰۶۵، مسلم، رقم ۳۳۷۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیات سیکھ لیتے تو اس کے بعد نازل ہونے والی آیات اس وقت تک نہ یاد کرتے جب تک پہلی آیات کا مکمل علم حاصل نہ ہو جاتا۔

حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں، ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے تھے کہ خباب بن ارت آکر کھڑے ہو

* -drwaseem_mufti@yahoo.com

گئے اور پوچھا، کیا آپ کے سب شاگرد اسی طرح قراءت کرتے ہیں جیسے آپ کرتے ہیں۔ ابن مسعود نے کہا، آپ کہیں تو ان میں سے ایک کو تلاوت کرنے کو کہوں۔ اثبات میں جواب ملنے پر مجھے قراءت کرنے کا حکم دیا۔ ایک شاگرد زید بن حدیر نے کہا، آپ نے علقمہ کو کہا ہے، حالانکہ وہ ہمارے بہترین قاری نہیں۔ ابن مسعود نے اسے ڈانٹ دیا۔ میں سورہ مريم کی پچاس آیتیں تلاوت کر چکا تو عبداللہ نے کہا، علقمہ نے ویسی قراءت ہی کی ہے جیسے میں کرتا ہوں۔ پھر وہ خواب کی طرف متوجہ ہوئے، ان کی انگلی میں موجود سونے کی انگوٹھی کو دیکھ کر کہا، کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ اس انگوٹھی کو اتار بھینکیں؟ خواب نے انگوٹھی اتاری اور کہا، اب آپ اس کو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ (بخاری، رقم ۴۳۹۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے ابن مسعود سے مسئلہ پوچھا، اگر غسل جنابت کی حاجت رکھنے والے شخص کو پانی نہ ملے تو کیا کرے؟ جواب دیا، وہ پانی نہ ملنے تک نماز ہی نہ پڑھے۔ ابو موسیٰ نے کہا، پھر عمار بن یاسر کے بیان کا کیا جائے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی کے لیے تیمم کافی قرار دیا تھا اور قرآن مجید کی اس آیت 'فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا'، تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو، (سورہ مائدہ ۶:۵) پر کیسے عمل کیا جائے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود کوئی جواب نہ دے سکے۔ صرف اتنا کہا، اگر ہم نے یہ رخصت دے دی تو کسی کو پانی ٹھنڈا لگا تو وہ بھی تیمم کرنا شروع کر دے گا۔ (بخاری، رقم ۳۴۶۶) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں، (عہد نبوی میں) ہمارا تجربہ تھا کہ صرف کھانا نفاق رکھنے والا منافق یا بیمار شخص ہی باجماعت نماز چھوڑتا تھا۔ اگرچہ مریض بھی دو افراد کا سہارا لے کر مسجد میں آجاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنن ہدایت کی تعلیم دی ہے، ان میں سے ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں باقاعدہ اذان دی جاتی ہو۔ (مسلم، رقم ۱۴۳۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تشہد سکھایا کہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھوں میں تھا۔ آپ مجھے قرآن کی سورت بھی ایسے ہی سکھایا کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب الاستئذان: باب ۲۸) یہ وہی تشہد ہے جو ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں، ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کی نماز میں شریک ہوا۔ آپ مسلسل کھڑے رہے، اتنی دیر کہ میں ایک برا عمل کرنے ہی لگا تھا۔ سامعین نے پوچھا، وہ کیا تھا؟ کہا، میں نے چاہا کہ آپ کو کھڑا رہنے دوں اور خود بیٹھ جاؤں۔ (بخاری، رقم ۱۱۳۵، مسلم، رقم ۱۴۶۵)

ایک عید کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو صدقہ کرنے کی خاص طور پر تلقین کی۔ پہلے مردوں کو پھر الگ سے عورتوں کو انفاق پر انگیزت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر پہنچے تو حضرت عبداللہ بن مسعود کی اہلیہ زینب آپ سے ملنے پہنچ گئیں اور کہا، میرے پاس کچھ زیورات ہیں جو میں صدقہ کرنا چاہتی ہوں، لیکن ابن مسعود کہتے ہیں، وہ اور ان کے بچے اس زیور کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، وہ سچ کہتے ہیں، انھی کا حق زیادہ ہے۔ (بخاری، رقم ۲۰۱۳)

(۱۴۶۲) زینب نے دوبارہ سوال کیا، کیا میں اپنا انفاق اپنے شوہر اور اپنی پرورش میں موجود تیبیوں پر خرچ کر سکتی ہوں؟ جواب فرمایا، ہاں، ایسا کرنے سے دہرا اجر ملے گا، ایک حق قرابت ادا کرنے کا، دوسرا انفاق کا۔ (بخاری، رقم ۱۴۶۶) عبد اللہ بتاتے ہیں، (۸ ذی الحجہ، عرفہ کی رات) ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورہٴ مرسلات نازل ہوئی۔ آپ تلاوت فرما رہے تھے اور میں آپ کے دہن مبارک سے ادا ہونے والی آیات یاد کر رہا تھا۔ آپ کی زبان ذکر وحی سے تر تھی کہ ایک سانپ ہم پر آکودا۔ آپ نے فرمایا، مارو اسے۔ ہم اس کے پیچھے لپکے، لیکن وہ بھاگ گیا۔ آپ نے فرمایا، ”وہ تمہارے شر سے بچ نکلا ہے جیسے تم اس کے شر سے بچ گئے ہو۔“ (بخاری، رقم ۱۸۳۰، مسلم، رقم ۵۸۹۶) حجاج منیٰ کے بلند مقام سے جمرہ کبریٰ (بڑے شیطان) کو کنکریاں مارتے تھے، لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود وادی کے نشیب میں جاتے، منیٰ ان کے داہنے ہاتھ اور بیت اللہ بائیں طرف ہوتا۔ ہر کنکری پر اللہ اکبر پکارتے۔ رمی کرنے کے بعد انھوں نے کہا، اسی طرح اس جگہ پر اس ذات اقدس نے رمی کی تھی جس پر (اسی مقام میں) سورہٴ بقرہ نازل ہوئی تھی۔ (بخاری، رقم ۷۲۸، مسلم، رقم ۱۷۵۰، ۳۱۱۴) مزدلفہ کے مقام پر اور وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے عبد اللہ بن مسعود نے تلبیہ (لبیک اللہم لبیک) کہا اور بتایا، اسی مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ کہا اور ہم نے آپ کے ساتھ لبیک کی صدا لگائی۔ (مسلم، رقم ۳۰۷۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں، روزہ دار کو علی الصبح تیل لگانا اور کنگھی کرنی چاہیے۔ (بخاری: کتاب الصوم: باب ۲۵) ان کا فتویٰ ہے، جس نے کسی عذر اور بیماری کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا، ساری عمر روزہ رکھتا رہے تو بھی اس کا کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (بخاری: کتاب الصوم: باب ۲۹)

حضرت عبد اللہ بن مسعود نماز پر بہت زور دیتے، البتہ نفلی روزے کم رکھتے تاکہ خدمت کے کاموں کے لیے طاقت برقرار رہے۔ یوم عاشور پر اشعث ان سے ملنے گئے تو وہ کھانا کھا رہے تھے۔ انھوں نے کہا، آج تو عاشورا کا دن ہے۔ ابن مسعود نے جواب دیا، رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے اس دن روزہ رکھا جاتا تھا۔ اب اس کی فرضیت ختم ہو گئی ہے، اگر روزہ نہیں تو آپ بھی کھانا کھالیں۔ (بخاری، رقم ۴۵۰۳، مسلم، رقم ۲۶۲۲)

محارب بن دثار کہتے ہیں، میرے چچا مسجد نبوی گئے تو ایک مناجات کرنے والے کی آواز سنی، ”اللہ! تو نے بلایا تو میں آ گیا، مجھے حکم دیا تو میں نے اطاعت کر لی۔ یہ سحر کا وقت ہے، میری مغفرت کر دے۔“ غور کیا تو معلوم ہوا کہ آواز ابن مسعود کے گھر سے آرہی ہے۔ چچا نے ان سے ذکر کیا تو انھوں نے بتایا، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے ان سے دعائے مغفرت کی استدعا کی تو انھوں نے کہا، میں جلد ہی اپنے رب سے تمہاری بخشش کی دعا کروں گا۔ پھر دعا کو وقت سحر تک موخر کر دیا۔ ابن مسعود نے کسی کے گھر میں تصویر لگی دیکھی تو ملاقات کیے بغیر لوٹ

آئے۔ (بخاری، کتاب النکاح، باب ۷۶)

تابعی عبدالرحمان نخعی کہتے ہیں، ہم حذیفہ بن یمان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا، ہمیں اس صحابی کے بارے میں بتائیں جو ہدایت یافتہ ہونے اور راہ راست پا جانے میں سب لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو۔ ہم ان سے ملیں اور کچھ سماع کر لیں۔ انھوں نے بتایا، ہدایت و رہنمائی پا جانے اور صحیح سمت پر چلنے میں ابن مسعود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مماثل تھے۔ (بخاری، رقم ۳۷۶۲، ترمذی، رقم ۳۸۰۷) شقیق کی روایت میں یہ اضافہ ہے، گھر سے نکلنے اور لوٹنے تک ان کی یہی کیفیت ہوتی، گھر میں اکیلے کیا کرتے، ہم نہیں جانتے۔ (بخاری، رقم ۶۰۹۷) ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، میں نے اگر مشورہ کیے بغیر کسی کو امارت سونپنا ہوتی تو ابن ام عبد کے سپرد کرتا۔ (متدرک حاکم، رقم ۵۳۸۹) عبداللہ بن مسعود کو جنت کی بشارت بھی ملی۔ (متدرک حاکم، رقم ۵۳۸۴)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ دیا پھر فرمایا، ابو بکر! اٹھو، خطاب کرو۔ سیدنا ابو بکر اٹھے اور آپ سے مختصر تر خطاب کیا۔ پھر آپ نے سیدنا عمر سے خطاب کو کہا، انھوں نے سیدنا ابو بکر سے بھی تھوڑی گفتگو کی۔ پھر آپ نے ایک اور صحابی کو کہا، کھڑے ہو کر بات کرو، انھوں نے آواز بنا کر نکالنی شروع کی تو آپ نے منع فرمایا اور کہا، ابن ام عبد! تم اٹھو اور بولو۔ ابن مسعود کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کہا، اللہ ہمارا رب اور اسلام ہمارا دین ہے۔ قرآن ہمارا امام اور بیت اللہ ہمارا قلم ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا، یہ ہمارے نبی ہیں۔ ہم اس طریقے پر راضی ہیں جو اللہ اور رسول نے ہمارے لیے پسند کیا ہے اور اس کام کو ناپسند کرتے ہیں جو اللہ اور رسول نے ہمارے لیے پسند نہیں کیا۔ والسلام علیکم۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا، ابن ام عبد نے سچ اور درست کہا۔ میں اس پر راضی ہوں جو اللہ نے میری امت کے لیے اور ابن ام عبد نے پسند کیا (متدرک حاکم، رقم ۵۳۸۸) اور وہ ناپسند کرتا ہوں جو اللہ نے میری امت کے لیے اور ابن ام عبد نے پسند نہیں کیا۔ یہ روایت مجمع طبرانی اور تاریخ دمشق میں بیان ہوئی ہے، لیکن اس کی سند منقطع ہے۔

سیدنا علی فرماتے ہیں، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو پیلو کے درخت پر چڑھ کر اس کی مسواک اتارنے کو کہا۔ تیز ہوا سے ان کی ٹانگوں سے کیپڑا ہٹ گیا، لوگ ان کی سوکھی پنڈلیاں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ آپ نے پوچھا، تمہیں کس بات کی ہنسی آرہی ہے؟ جواب دیا، پتلی اور کم زور ٹانگیں دیکھ کر۔ فرمایا، میزان اعمال میں یہ احد پہاڑ سے زیادہ وزن کی حامل ہوں گی۔ (مسند احمد، رقم ۹۲۰، متدرک حاکم، رقم ۵۳۸۵) کچھ اہل ایمان

حضرت علی کے پاس بیٹھے تھے، آپس میں باتیں کرتے ہوئے انھوں نے اتفاق کیا، ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے زیادہ بااخلاق، بہتر معلم، اچھا ہم نشین اور زیادہ پرہیزگار نہیں دیکھا۔ سیدنا علی نے قسم دے کر پوچھا، کیا تم یہ بات صدق دل سے کہہ رہے ہو؟ جواب ملا، ہاں۔ کہا، میں بھی اللہ کو گواہ بنا کر ان کی یہی یا ان سے بھی زیادہ خوبیاں مانتا ہوں۔ اس مرتبہ کے حامل ہونے کے باوجود ابن مسعود منکسر المزاج تھے، کہتے، اگر تمہیں میرے گناہوں کا علم ہو جائے تو میرے پیچھے دو آدمی بھی نہ چلیں بلکہ الٹا میرے سر پر مٹی ڈالیں۔ (مستدرک حاکم، رقم ۵۳۸۲) حضرت عمرو بن عاص کا آخری وقت آیا تو جزع فزع کرنے لگے۔ کہا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو قریب رکھتے تھے اور ذمہ داریاں سونپتے تھے۔ جواب دیا، معلوم نہیں، یہ آپ کی محبت تھی یا محض تالیف قلب مقصود ہوتی۔ اس کے برعکس دو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وفات کے وقت ان سے بہت محبت فرماتے تھے، ابن ام عبد اور ابن سمیہ۔ (مسند احمد، رقم ۱۷۷۸۱)

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

”...اللہ تعالیٰ نے حق و باطل اور خیر و شر میں امتیاز کی صلاحیت اور انسانوں کو اختیار کی نعمت دے کر اس کو دونوں طرح کے حالات سے آزمایا، اس کے سامنے نفس اور شیطان کی طرف سے شر و باطل بھی آتا ہے اور فطرت اور خدائے رحمان کی طرف سے خیر اور حق بھی۔ اس طرح اس کے عقل و ارادے کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ خیر اور حق کو اختیار کرتا ہے یا شر و باطل کو۔“ (تدبر قرآن ۲/۵۲۳)